فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: آیت: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ﴾ (الأحزاب: ۷۲) میں امانت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس آیت میں امانت سے مراد اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض اور باری تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ یہی صحیح اور جامع تفسیر ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ پہاڑوں سے دریا میں جو پانی آتا ہے، یہ ان کے آنسو ہیں، وہ خوف خدا میں روتے ہیں۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: محض افسانہ ہے۔ کتاب وسنت میں اس پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: روایت بیان کی جاتی ہے کہ ''ایک بار نبی کریم ﷺ کا کفار تعاقب کر رہے تھے، تو آپ ﷺ ایک پہاڑ پر چڑھنے لگے، اس نے کہا: اللہ کے رسول! آپ مجھ پر نہ چڑھیں، میں غیر محفوظ ہوں، مجھے ڈر ہے کہ اگر کفار نے آپ کو پکڑ لیا، تو اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دے گا۔ تو دوسرے پہاڑ نے آواز دی: اللہ کے رسول! میرے طرف آ جائیں۔'' اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: کتب تفسیر میں یہ روایت بے سند آئی ہے۔ بے سند روایات کا اعتبار نہیں۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ کعبہ اولیا کی زیارت کے لیے جاتا ہے؟

جواب: افراط وتفریط اور مبالغہ آمیزی ہر معاملہ میں مذموم ہے۔ غلو باعث ہلاکت ہے، دلائل شرعی اور ائمہ ہدیٰ کی پیروی میں رکاوٹ ہے، غلو وہ قبیح فعل ہے، جو انسانوں کو

وسطیت، عدل اور اعتدال پر قائم نہیں رہنے دیتا۔ ظلم وعدوان اور دین میں تشدد کی راہ پر گامزن کر دیتا ہے، یہی حال بعض الناس کا ہے، جنہوں نے کئی دینی احکام ومسائل میں حد اعتدال سے اعراض برتا ہے۔ وہ یہ کہنے لگے کہ کعبۃ اللہ بعض صالحین کی زیارت کے لیے جاتا ہے، حالانکہ اس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نہیں اتاری، یہ صرف ان کی منہ کی بات ہے۔

❀ علامہ شامی حنفی (۱۲۵۲ھ) علامہ نسفی سے نقل کرتے ہیں کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ کہنا درست ہے کہ کعبہ اولیا کی زیارت کے لیے جاتا ہے، تو علامہ نسفی نے جوابا کہا:

''اہل سنت کے نزدیک اولیا کے ہاتھوں خارق عادت کاموں کا صدور ممکن ہے۔''

(فتاویٰ شامی:260/4)

❀ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

''کئی فتاوجات میں لکھا ہے کہ جب کعبہ اولیا کی زیارت کے لیے جاتا ہے، تو اس دوران جو لوگ کعبہ والی جگہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں، ان کی نماز درست ہے۔''

(البحر الرائق :300/1، فتاویٰ شامی:432/1، حاشية الطّحطاوي، ص 212)

ہم کہتے ہیں آج تک یہ کرامت کسی ولی کے ہاتھوں صادر نہیں ہوئی کہ کعبہ اس کی تکریم وتعظیم میں زیارت کے لیے جائے۔ اہل سنت والجماعت تو اس سے ناواقف ہیں۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

''اسی طرح جو کہتا ہے کہ کعبۃ اللہ ان کے بعض افراد کا طواف کرتا ہے، وہ افراد کہیں بھی ہوں!! (یہ لوگ بھی دین سے دور ہیں۔) یہ کعبہ حدیبیہ میں کیوں نہ

گیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کعبہ میں حاضری سے روک دیا گیا، نبی کریم ﷺ تو اسے ایک آنکھ دیکھنا چاہتے تھے؟ یہ لوگ تو ان کے مشابہ ہیں، جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿بَلْ یُرِیدُ کُلُّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ أَنْ یُؤْتٰی صُحُفًا مُّنَشَّرَةً﴾ (المدثر : 52) ''بلکہ ان میں سے ہر کوئی (قبول حق کے لیے) چاہتا ہے کہ اسے (آسمان سے) کھلے صحیفے دیے جائیں۔''

(شرح العقیدۃ الطّحاویۃ، ص 512)

سوال: وضو میں بازو دھوتے وقت پانی کہنی کی طرف سے بہانا چاہیے یا ہاتھ کی طرف سے؟

جواب: جیسے بھی دھولیں۔کوئی حصہ خشک نہیں رہنا چاہیے۔

سوال: حدیث: ''اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم کرے، یہ اکیلے چلے گا، اکیلا فوت ہوگا اور اکیلا اٹھایا جائے گا۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت سیرۃ ابن ہشام (۴/ ۲۲۸)، مستدرک حاکم (۳/ ۵۰)، دلائل النبوۃ للبیہقی (۵/ ۲۲۱) میں آتی ہے۔سند سخت ضعیف ہے۔

① بریدہ بن سفیان پر شدید جرح ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ (التاریخ الکبیر: ۲/ ۱۴۱) نے ''فیہ نظر''، امام جوزجانی رحمہ اللہ (احوال الرجال: ۲۰۵) نے ''ردیء المذہب''، امام نسائی رحمہ اللہ (الضعفاء والمتروکون: ۸۹) نے ''لیس بالقوی'' اور امام دارقطنی رحمہ اللہ (الضعفاء والمتروکون: ۱۳۴) نے ''متروک'' کہا ہے۔

❀ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهٗ بَلِیَّةٌ تُحْکٰی عَنْهُ.

''اس سے منکر روایت مروی ہے۔''

(عِلَل أحمد بروایة عبدِ اللّٰهِ : 1500)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُضَعَّفٌ عِنْدَهُمْ. ''محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(الإصابة : 479/1)

② محمد بن کعب قرظی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

سوال: شیعہ کی اصول اربعہ کون سی ہیں؟

جواب: شیعہ کی چار بنیادی کتب ہیں۔

① اُصول الکافی لمحمد بن یعقوب الکلینی (۳۲۸ھ)

② تہذیب الاحکام لابی جعفر محمد بن الحسن الطّوسی (۴۶۰ھ)

③ الاستبصار لابی جعفر الطّوسی (۴۶۰ھ)

④ من لایحضرہ الفقیہ لمحمد بن علی ابن بابویہ القمی الصدوق (۳۸۱ھ)

شیعہ کے نزدیک متاخرین کی چار کتابیں بھی معتبر ہیں۔

① الوافی لمحمد محسن المعروف بہ فیض کاشانی (۱۰۹۱ھ)

② بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الأطھار لمحمد باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ)

③ وسائل الشیعہ لمحمد بن الحسن الحر العاملی (۱۱۰۴ھ)

④ مستدرک الوسائل لحسین النوری الطبرسی (۱۳۲۰ھ)

سوال: کیا شیعہ اذان کے الفاظ ''اشھد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفۃ بلا فصل'' شیعہ کے اصول اربعہ میں ثابت ہیں؟

(جواب): جی نہیں۔ یہ الفاظ شیعہ کی کسی بنیادی کتاب میں موجود نہیں۔ بعد والوں کی اختراع ہے۔

❁ شیعہ عالم محمد بن بابویہ قمی (۳۸۱ھ) نے لکھا ہے:

هُوَ مِنْ وَضْعِ الْمُفَوِّضَةِ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

''(اذان میں یہ الفاظ) مفوضہ کی گھڑنتل ہے، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائے۔''

(مَنْ لَّا يَحْضُرُهُ الْفَقِيهُ :1/188-189)

(سوال): کیا شیعہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کو سہو ہو سکتا تھا؟

(جواب): جی ہاں، شیعہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کو سہو ہو سکتا تھا۔

❁ شیعہ عالم محمد بن بابویہ قمی (۳۸۱ھ) نے لکھا ہے:

إِنَّ الْغُلَاةَ وَالْمُفَوِّضَةَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ يُنْكِرُونَ سَهْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''غالی (روافض) اور مفوضہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، وہ نبی کریم ﷺ سے سہو ہونے کا انکار کرتے ہیں۔''

(مَنْ لَّا يَحْضُرُهُ الْفَقِيهُ :1/234)

(سوال): شیعہ مذہب کے بنیادی عقائد واعمال کیا ہیں؟

(جواب): شیعہ مذہب کے چند بنیادی عقائد واعمال یہ ہیں؛

① امامت ② عصمت ③ علم لدنی

④ غیبت ⑤ رجعت ⑥ تقیہ

⑦ متعہ ⑧ براءت ⑨ تحریف قرآن

⑩ ماتم

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ قبر میں دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں؟

(جواب): نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں برزخی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ کو قبر میں دنیاوی حیات حاصل نہیں۔ دنیا اور اہل دنیا سے بے خبر ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے قبروں میں انبیائے کرام کے اجسام کی حفاظت فرمائی ہے۔ وہ پہلے دن کی طرح تازہ بہ تازہ ہیں۔ ان پر مٹی اثر انداز نہیں ہوتی۔

(سوال): کیا مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر قبر رسول کی طرف منہ کر کے آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا جائز ہے؟

(جواب): دعا میں نبی کریم ﷺ کی ذات کا وسیلہ دینا جائز نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا امام محدث سے ثابت نہیں کہ انہوں اپنی دعاؤں میں قبر رسول کی طرف منہ کر کے یا قبر پر حاضری دے کر دعا میں آپ ﷺ کا وسیلہ دیا ہو۔ جو عمل خیر القرون کے مسلمانوں نے نہ کیا ہو، وہ بعد میں کیسے دین بن گیا؟

(سوال): نبی کریم ﷺ پر بکثرت درود پڑھنا کیسا عمل ہے؟

(جواب): نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا رحمت، درجات کی بلندی اور گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔ اب جو جتنا درود پڑھتا ہے، اتنی برکتیں سمیٹ لیتا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے چند ثمرات جلیلہ بیان کئے ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری حاصل ہوتی ہے۔

② اللہ عزوجل کے ساتھ درود میں موافقت ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارا اور اللہ تعالیٰ کا درود مختلف معانی ومطالب رکھتا ہے۔ ہمارے درود کا معنی دعا اور سوال

ہےاور اللہ تعالیٰ کے درود سے مراد ثنا و شرف کا بیان ہے۔

③ فرشتوں کے عمل سے مطابقت نصیب ہوتی ہے۔

④ دس رحمتیں ملتی ہیں۔

⑤ دس درجات بلند ہوتے ہیں۔

⑥ نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ جاتی ہیں۔

⑦ دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

⑧ دعا قبول ہوتی ہے۔

⑨ نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

⑩ درود گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے۔

⑪ درود انسان کے غم و اَلم کا مداوا ہے۔

⑫ درود پڑھنے والا روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہوگا۔

⑬ تنگ دست کے لیے درود صدقہ کے قائم مقام ہے۔

⑭ درود انسانی ضروریات پوری ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔

⑮ درود پڑھنے والوں کو رحمتِ الٰہی اور فرشتوں کی دُعا نصیب ہوتی ہے۔

⑯ تزکیہ نفس کا باعث ہے۔

⑰ موت سے پہلے جنت کی بشارت مل جانے کا سبب ہے۔

⑱ قیامت کی ہولناکیوں سے نجات ملتی ہے۔

⑲ مجلس پاکیزہ ہو جاتی ہےاور روزِ قیامت ایسی محفل حسرت نہیں ہوگی۔

⑳ درود شریف سے فقر و فاقہ ختم ہو جاتا ہے۔

(۲۱) درود پڑھنے والے کو بخل سے نجات ملتی ہے۔

(۲۲) رسول اللہ ﷺ کی بددعا سے بندہ محفوظ ہوجاتا ہے۔

(۲۳) درود آپ کو جنت کا راہی بناتا ہے۔

(۲۴) حمد وثنا اور درود سے شروع کیا جانے والا کلام پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔

(۲۵) درود برکت کا باعث ہے، ذات میں عمل اور عمر میں اور دیگر اسباب و مصالح میں، درود پڑھنے والا رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کے لئے برکت کی دعا کرتا ہے۔ یہ دعا بہرحال مستجاب ہے اور جنس کے موافق جزا دی جاتی ہے۔

(۲۶) درود رحمت کا ذریعہ ہے۔ صلوٰۃ کا معنی یا تو رحمت ہے۔ یا رحمت صلوٰۃ کے لوازم وموجبات میں سے ہے، بہرحال اس سے رحمت الٰہیہ درود خواں پر نازل ہوتی ہے۔

درود رسول اللہ ﷺ کی محبت کے دوام واضافے کا سبب ہے۔ یہ صفت مراتب ایمان میں سے ایک ہے جس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔ انسان جس قدر زیادہ محبوب کا ذکر کرے، محبوب اور اس کی خوبیوں کو یاد رکھے گا اور ان مضامین کو جو محبت بھڑکا دینے والے ہیں پیش نظر رکھے گا، اسی قدر محبت بڑھے گی اور شوق کامل ہوگا۔ حتیٰ کہ تمام دل پر چھا جائے گا، لیکن جب ذکر چھوڑ دے اور اس کے محاسن کو دل میں جگہ نہ دے تب محبت کم ہوجاتی ہے۔

جس طرح محبوب کا دیدار آنکھ کی ٹھنڈک ہے، اسی طرح محبوب کے محاسن کو یاد کرنا، دل کی تسکین کا سبب ہے۔ جب یہ صفت دل میں جگہ پکڑ لیتی ہے، تو زبان خود بہ خود مدح اور ثنا کرنے لگتی ہے اور محبوب کی تعریف بیان کرتی ہے۔ اس صفت میں کمی وبیشی اصل محبت کی کمی بیشی کے موافق ہے۔ چنانچہ حس ومشاہدہ اس پر شاہد ہے۔

درود خوانی انسان کی ہدایت اور حیات قلب کا سبب ہے۔ جس قدر زیادہ درود پڑھے

گا اور ذکر مبارک اس کی زبان پر آئے گا۔ اسی قدر محبت بھی دل پر غالب آئے گی۔ یہاں تک کہ دل میں کوئی شے ایسی باقی نہ رہ جائے گی جو آپ کے اوامر کا معارضہ کرے یا آپ کی تعلیم پر شک ہونے دے۔ بل کہ نبی کریم ﷺ کی ہدایات اور تعلیمات اس کے دل پر روشن تحریر کے ساتھ لکھی جاتی ہیں اور جس قدر وہ آپ کے احوال میں غور کرتا ہے۔ اتنا ہی گویا لوح دل کی اس تحریر کو پڑھتا رہتا اور اس سے ہمیشہ ہدایت و فلاح اور انواع علوم کا اقتباس کرتا رہتا ہے۔ اب جس قدر اس کی بصیرت بڑھتی اور قوت معرفت زیادہ ہوتی جاتی ہے، اسی قدر زیادہ درود شریف کو بڑھاتا رہتا ہے۔

اسی لیے اہل علم و عارفین سنت و ہدایت نبوی اور متبعین احکام کی درود خوانی اور ہے، جب کہ عام لوگوں کی درود خوانی اور قسم کی ہے۔ کیوں کہ انہیں جس قدر زیادہ تعلیم نبوی کی معرفت حاصل ہوتی جائے گی، اسی قدر ان کی محبت بڑھتی جائے گی اور اسی قدر ان پر درود کی حقیقت جو اللہ تعالیٰ کا مطلوب ہے کھلتی جائے گی اور اس حقیقت کا عرفان ہوتا جائے گا۔

یہی حال ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کا کہ جس قدر زیادہ بندوں کو عرفان ہوگا اور جس قدر زیادہ اس میں اطاعت اور محبت کا مادہ ہوگا۔ اسی قدر اس کے ذکر کو غافلین کے ذکر سے امتیاز حاصل ہوگا۔ یہ ایک ایسا امر ہے جو مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے صرف خبر سے نہیں۔ دیکھیے، ایک تو وہ شخص ہے جو جوش محبت سے محبوب کی صفات کا ذکر اور اس کی ثناء و تمجید کرتا ہے جس کے دل پر محبت قبضہ کئے ہوئے ہے اور ایک وہ ہے جو صرف قرائن سے ذکر کرتا ہے یا ایسے لفظ بولتا ہے جن کے معنی وہ نہیں جانتا۔ وہ تعریف کرتا ہے مگر زبان کے ساتھ دل موافقت نہیں رکھتا۔ ان دونوں میں جو تفاوت ہوسکتا ہے، وہ ظاہر ہے۔ ٹھیک وہی فرق ہوگا جو اجرت پر رونے والی اور پسر مردہ پر رونے والی میں فرق ہوتا ہے۔

الغرض رسول اللہ ﷺ کا ذکر اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی یاد اور اللہ تعالیٰ کی حمد، اس نعمت پر کہ آپ ﷺ کو ہمارا سردار بنایا اور آپ کی رسالت سے جملہ مخلوقات پر احسان عظیم فرمایا، یہ وجود کی زندگی اور دل کی حیات ہے۔

درود خوانی ایسی سعادت ہے کہ درود خواں کا نام و ذکر نبی کریم ﷺ کے حضور میں کیا جاتا ہے اور اہل ایمان کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ اس دربار عالی میں اس کا نام لیا جائے؟

درود پڑھنا حقوقِ رسول ﷺ میں شامل ہے۔ وہ بات الگ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حقوق کے مقابلے میں یہ انتہائی کم ہے اور اس نعمت کی شکر گزاری میں شمار ہوتا ہے جو بعثتِ نبوی سے ہمیں ملی ہے۔ گو نبی کریم ﷺ کے حقوق و استحقاق اس قدر ہیں کہ ان پر کوئی شخص علم وقدرت اور ارادہ سے احاطہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے کہ بندوں کی جانب سے اس تھوڑی سی شکر گذاری اور ادائے حق پر خوشنودی کا اظہار فرما دیا ہے۔

سوال: کیا تقلید واجب ہے؟

جواب: تقلید کا مطلب ہے کہ کتاب وسنت کے خلاف کسی امتی کی بات کو دین کا درجہ دینا۔ یہ کفار کا عمل ہے۔ قرآن کی بیسیوں آیات سے تقلید کا رد کیا گیا ہے، کئی احادیث اس کی تردید کرتی ہیں۔ اسلاف امت نے تقلید کی مذمت بیان کی ہے۔ اگر اس میں کوئی خیر ہوتی، تو اسلاف امت اس پر عمل کرتے اور اس سے منع نہ کرتے۔

جب تقلید مذموم اور قبیح ہے، تو اس کو مستحب یا واجب کہنا بھلا کیسے جائز ہے؟

سوال: کیا محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تکفیری تھے؟

جواب: محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ سلفی المذہب عالم اور مجاہد تھے۔ آپ کفر اور شرک

کے خلاف ننگی تلوار تھے۔آپ کی کئی مفید کتب ہیں،جن میں ''کتاب التوحید'' نہایت جامع اور مفید ہے، اس پر کئی شروحات بھی لکھی گئیں۔محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے عقائد ان کی کتب میں موجود ہیں،آپ کو تکفیری کہنا بلا دلیل ہے۔نیز کسی معتبر سنی عالم نے آپ کو تکفیری نہیں کہا۔

سوال: کیا کائنات میں کوئی نبی کریم ﷺ سے افضل ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کائنات میں سب سے افضل اور اشرف ہیں۔مخلوق میں آپ ﷺ سے بڑھ کر علم، فضل،شرف اور بزرگی کسی کو حاصل نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''روز قیامت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔''

(صحیح مسلم: 2278)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انبیا بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، وہ پورا کر دیا ہے، محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی نبوت قیامت تک لئے ہے، اس پر قرآن، احادیث متواتر، آثار صحابہ اور اجماع امت دلالت کناں ہیں۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہیں:

''اللہ نے انسانوں کی طرف اپنے رسول محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا، آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے، نہ رسول، آپ سب انبیا کے آخر میں آئے ہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر: 70/3)

نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی ظلی یا بروزی نبی نہیں آ سکتا۔امتی نبی یا ظلی و بروزی نبی کا کوئی تصور نہیں، رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں، جیسا کہ قرآن، حدیث، سلف صالحین اور

ائمہ لغت کے متفقہ فہم سے ثابت ہے۔فرمایا:

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي .

''میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

نیز فرمایا:

إِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ . ''بلاشبہ میں ہی آخری نبی ہوں۔''

ان احادیث میں خاتم النبیین کی تفسیر لَا نَبِيَّ بَعْدِي اور آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ کے الفاظ سے کی گئی ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا مطلق انکار ہے، کوئی نبی نہیں، ظلی نہ بروزی۔آپ ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، اب کسی پر وحی نبوت نہیں آسکتی۔

خاتم النبیین کا یہ مطلب صریح باطل ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس پر نبوت کی مہر لگا دیں، وہ امتی نبی ہو گا۔نصوص قرآن وسنت، اجماع امت، علمائے امت اور ائمہ لغت کسی نے اس لفظ کا یہ معنی بیان نہیں کیا، اب اگر کوئی یہ معنی بیان کرتا ہے تو مطلب ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور تمام امت کو اس معنی کا ادراک نہیں ہو سکا اور ان صاحب کو ہو گیا ہے، لیکن:

ایں خیال است ومحال است وجنوں

❁ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

''اجماع امت نے اس لفظ لَا نَبِيَّ بَعْدِي اور دیگر دلائل سے یہ بات سمجھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد کسی بھی دور میں نبوت یا رسالت کے امکان کی کلی نفی کر دی ہے۔اس میں کوئی تاویل یا تخصیص نہیں کی جا سکتی، اس کا منکر اجماع کا منکر ہے۔'' (الاقتصاد في الاعتقاد : 137)

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ کو بڑا بھائی کہہ کر پکار سکتے ہیں؟

(جواب): نبی امت کے لیے والد کے قائم مقام ہوتا ہے۔ انہیں بڑا یا چھوٹا بھائی کہہ کر پکارنا جائز نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کو رسول اللہ، نبی اللہ وغیرہ کہہ کر پکارتے تھے۔ البتہ نبی کریم ﷺ عمر کے اعتبار سے صحابہ کرام کو اپنا بھائی، بیٹا، بھتیجا وغیرہ کہہ کر پکارتے تھے۔

(سوال): کیا احکام شرعیہ اور ذات باری تعالیٰ کے متعلق نبی کریم ﷺ سے زیادہ علم والا کوئی ہے؟

(جواب): نہیں، نبی کریم ﷺ سب سے بڑھ کر احکام شرعیہ اور رب تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق معرفت رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کسی کا علم نہیں۔

(سوال): یہ کہنا کہ ابلیس کا علم نبی کریم ﷺ سے زیادہ ہے۔ کیسا ہے؟

(جواب): کلمہ کفر ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ابلیس سے موازنہ کرنا آپ ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ ایک مسلمان اس کے تصور سے کانپ جاتا ہے۔

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ کی ولادت کا ذکر کرنا بدعت ہے؟

(جواب): نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرنا باعث خیر ہے، بدعت نہیں اور اسے کوئی بھی بدعت نہیں کہتا۔ مگر نبی کریم ﷺ کی ولادت پر جشن منانا اور اسے یوم عید قرار دینا بدعت ہے۔ جشن میلاد نبی کریم ﷺ، عہد صحابہ، عہد تابعین اور خیر القرون میں نہیں منایا جاتا تھا۔ یہ بعد والوں کی ایجاد ہے اور بدعت ہے۔

(سوال): کیا اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا امکان ہوسکتا ہے؟

(جواب): اللہ کی پناہ! اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا امکان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ صدق

صفت کمال ہے، باری تعالیٰ صفات کمال کے ساتھ متصف ہے۔اور جھوٹ صفت نقص ہے اور اللہ تعالیٰ صفات ناقصہ سے منزہ ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ جھوٹ سے منزہ ہے اور سچ سے متصف ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا﴾(النّساء : ٨٧)

''اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بات میں سچا کون ہوسکتا ہے؟۔''

❀ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا﴾(النّساء : ١٢٢)

''اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر قول میں سچا کون ہوسکتا ہے؟۔''

بعض متکلمین نے باری تعالیٰ کے متعلق امکان کذب وغیرہ کے حوالے سے فضول بحوث کیں، جو سراسر اسلاف امت کے منہج سے انحراف کا نتیجہ ہے۔مسلمانوں کو چاہیے کہ شرعی عقائد اور اعمال میں جب بھی بات کریں، تو صحابہ، تابعین، اتباع تابعین اور ائمہ ہدیٰ کی پیروی میں بات کریں۔

سوال: حدیث: اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ بلحاظ سند کیسی ہے؟

جواب: یہ روایت سنن ابی داود (٣٦٤١)، سنن ترمذی (٢٦٨١) میں آتی ہے۔اس کی سند کثیر بن قیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔اس کی دیگر اسانید بھی ضعیف ہیں۔

❀ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(علل الدّارقطني : 216/6)

یہ روایت سنداً ضعیف ہے، البتہ اس کا معنی ومفہوم درست ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾(فاطر : ٣٢)

''پھر ہم نے اپنے منتخب بندوں کو کتاب کا وارث بنایا۔''

سوال: کیا مسجد کی چھت پر امام مسجد کی رہائش بنائی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، بنائی جا سکتی ہے، کیونکہ مسجد کی چھت مسجد نہیں۔